مطالعہ حدیث کورس
معاشرتی آداب
www.KitaboSunnat.com
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
20

نام کورس .... مطالعہ حدیث

یونٹ نمبر 20

مؤلف .... مولانا حبیب الرحمان

ناشر .... دعوۃ اکیڈمی' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد' پاکستان

مطبع .... ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد

سن اشاعت .... 2000ء۔1421ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریعی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی، غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث، اس کی جمع و تدوین، اس کی ثقاہت اور تاریخی و تشریعی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Guillau me, Goldzeha اور sehacht نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرادی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے، اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و توصیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح، حسن، ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر بنے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجہ میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلیٰ تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل، تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

حدیث نبوی ؐکا مفہوم و معنی	مصطلحات حدیث کا تعارف
تاریخ تدوین حدیث	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلائے ہیں اور علوم حدیث‘ یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن ریسرچ فیلو‘ شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے‘ تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
(ڈائریکٹر جنرل)
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

یہ مطالعہ حدیث کورس کا بیسواں یونٹ ہے اور اس کا موضوع ''معاشرتی آداب'' ہے۔ اس یونٹ میں اداب ملاقات' آدابِ مجلس' آداب طعام' آداب لباس اور اٹھنے 'بیٹھنے' لیٹنے اور سونے کے آداب بیان ہوئے ہیں۔

ادب وسلیقہ' وقار وشائستگی' لطافت احساس وحسن ذوق' ہمدردی' خیر خواہی' نظافت وپاکیزگی اور ترتیب وتنظیم یہ اسلامی زندگی کے وہ دلکش خدوخال ہیں جن کی بدولت مومن کی معاشرتی زندگی میں وہ غیر معمولی کشش اور وہ اتھاہ جاذبیت پیدا ہوتی ہے کہ نہ صرف اہل ایمان بلکہ اسلام سے ناآشنا بندگان خدا بھی بے اختیار اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں' اور عام ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ جو انسانیت نواز تہذیب زندگی کو نکھارنے' سنوارنے اور غیر معمولی جاذبیت سے آراستہ کرنے کے لیے انسانیت کو بیش بہا اصول وآداب عطا کرتی ہے وہ یقیناً ہوا اور روشنی کی طرح سارے انسانوں کی عام میراث ہے اور بلاشبہ اس قابل ہے کہ پوری انسانیت اس کو قبول کرے اور اس کی دی ہوئی بنیادوں پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کامیاب تعمیر کرے تاکہ دنیا کی زندگی بھی راحت وسکون اور امن وعافیت کا گہوارہ بنے اور آخرت کی زندگی میں بھی وہ سب کچھ حاصل ہو جو ایک کامیاب زندگی کے لیے ضروری ہے۔ امید ہے کہ ان آداب کے مطالعہ سے قارئین جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلام سے دلی محبت رکھتے ہیں' ان اصولوں پر عمل سے وہ معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کریں گے جس میں اسلامی تہذیب اور اسلامی تمدن عملی شکل میں موجود نظر آنے لگے گا۔

آیات قرآنی

آداب مجلس

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

(المجادلہ ۵۸: ۱۱)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو' اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو' تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے' اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا' اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔"

سرگوشیوں کی ممانعت

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

(المجادلہ ۵۸: ۸)

"کیا تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جنہیں سرگوشیاں کرنے سے منع کر دیا گیا تھا پھر بھی وہی حرکت کیے جاتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا' یہ لوگ چھپ چھپ کر آپس میں گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتیں کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو تمہیں اس طریقے سے سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے تم پر سلام نہیں کیا ہے۔ اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہماری ان باتوں پر اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا' ان کے لیے جہنم ہی کافی ہے' اس کا وہ ایندھن بنیں گے' بڑا ہی برا انجام ہے ان کا"۔

احادیث نبویؐ

سلام کی اہمیت اور فضیلت

۱۔ عن عبداللہ ابن عمرو أن رجلا سأل رسول اللہﷺ ای الاسلام خیر؟ قال تطعم الطعام و تقرء ی السلام علی من عرفت و من لم تعرف

(بخاری و مسلم : کتاب الایمان)

حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ :ایک شخص نے رسول اللہﷺ سے پوچھا کہ : اسلام میں کون سا عمل زیادہ اچھا ہے ؟آپﷺ نے فرمایا : (ایک) یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ '(دوسرا) یہ کہ جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کرو۔"

مفہوم :

۱۔ دنیا کی تمام متمدن قوموں اور گروہوں میں ملاقات کے وقت پیار و محبت یا جذبہ اکرام کا اظہار کرنے کے لیے کوئی خاص کلمہ کہنے کا رواج رہا ہے اور آج بھی ہے لیکن "السلام علیکم " میں جو معنویت ہے اور پیار و محبت کا جو رس بھرا ہوا ہے وہ صرف اسی کلمہ کی خصوصیت ہے۔

۲۔ یہ کلمہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے لیے بھی بطور اکرام اور بشارت کے استعمال فرمایا گیا ہے "

سَلَامٌ عَلیٰ نُوحٍ فِی العَالَمِین "سَلَامٌ عَلیٰ اِبرَاھِیم"

۳۔ جنت میں داخلہ کے وقت بھی اہل ایمان سے فرمایا جائے گا "**ادخلوھا بسلام**" ....."**سَلَامٌ علیکُم بِمَا صَبَرتُم**"

۴۔ لفظ "سلام" میں دوسرے مسلمان بھائی کو "سلامتی کا پیغام" دیا جاتا ہے کہ میری زبان اور جسم سے تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچے گی اور اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و عافیت سے رکھے 'گویا یہ

ایک پیغام بھی ہے اور ایک دعا بھی۔

مومن کے لیے اہل ایمان سے محبت شرط لازم ہے

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: لا تدخلوا الجنه حتى تؤمنوا ولا تؤ منوا حتى تحابوا ولا ادلكم على شئ اذا فعلتموه تحاببتم' أفشو السلام بينكم (مسلم: كتاب الايمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جنت میں نہیں جا سکتے تاوقتیکہ پوری طرح مومن نہ ہو جاؤ اور تم پوری طرح مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے' کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتادوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔''

مفہوم:

۱۔ وہ ایمان جس پر داخلہ جنت کی بشارت ہے' صرف کلمہ پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اتنی وسیع حقیقت رکھتا ہے کہ مسلمانوں کی باہمی محبت کو بھی ایمان کی لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ اگر ''سلام'' کی صحیح روح ہو اور یہ دل کے اخلاص اور صحیح جذبہ سے کیا جائے تو پھر دلوں سے کدورت نکالنے اور محبت پیدا کرنے کا یہ بہترین نسخہ ہے۔

۳۔ ہمارے سلام بے روح ہیں بلکہ آج ہر عمل بے روح ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے اعمال کے اثرات اپنی زندگیوں میں نہیں پاتے اور اس عظیم نعمت سے محروم ہیں۔

سلام میں پہل کرنا کبر کا علاج اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے

عن ابى امامة قال قال رسول الله ﷺ أن اولى الناس بالله من بدأ بالسلام

(ابو داود: كتاب الادب)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :۔۔۔۔ لوگوں میں اللہ کے قرب اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔"

عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: البادئ بالسلام بری من الکبر (بیهقی:شعب الایمان)(معارف الحدیث ج۶٬ ۱۵۵)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :"سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے"

مفہوم :

۱۔ سلام میں پہل کرنا اس بات کی دلیل اور نشانی ہے کہ اس بندے کے دل میں تکبر نہیں ہے۔

۲۔ ایک متکبر شخص سلام میں پہل کرنے میں عار محسوس کرتا ہے اور اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے لیکن جس کا دل اس بیماری میں مبتلا نہیں ہو گا اس کے لیے پہل کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہو گی۔

ہر ملاقات کے وقت سلام

عن ابی هریرة رضی الله عن النبی ﷺ : قال اذا لقی أحدکم اخاه فلیسلم علیه فان حالت بینهما شجرة اوجدار اوحجر ثم لقیه فلیسلم علیه (ابو داود: کتاب الادب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"جب تم میں سے کسی کی اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو چاہیے کہ اسے السلام علیکم کہے۔ اگر درمیان میں کوئی دیوار، درخت یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر سامنے ہو تو پھر سلام کرے۔"

مفہوم :

۱۔ اس حدیث سے سمجھا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور شریعت میں سلام کی کتنی

اہمیت ہے۔

۲۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی علیحدگی ہو جائے اور اس کے بعد دوبارہ ملاقات ہو تو سلام کر لینا چاہیے۔

اپنے گھر یا کسی مجلس میں آؤ یا جاؤ تو سلام کرو

عن أنس رضی الله عنه أن رسو ل اللهﷺ قال: یا بنی اذا دخلت علی أهلك فسلم یکون برکة علیك وعلی اهل بیتك (ترمذی: کتاب الاستئذان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "بیٹا! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو' یہ تمہارے لیے بھی باعث برکت ہوگا اور تمہارے گھر والوں کے لیے بھی۔"

سلام کے آداب

چھوٹا بڑے کو' گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ : یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر (بخاری: کتاب الاستیذان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: "چھوٹا بڑے کو سلام کیا کرے' راستہ سے گزرنے والا بیٹھے ہوؤں کو سلام کرے' اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔

ان حالات میں سلام کرنے سے پرہیز کیجئے :

۱۔ جب لوگ قرآن مجید پڑھنے' پڑھانے یا سننے میں مصروف ہوں۔

۲۔ جب کوئی خطبہ دینے اور سننے میں مصروف ہو۔

۳۔ جب کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

۴۔ جب کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہو۔

۵۔ اگر غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو السلام علیکم نہ کہنا چاہیے بلکہ "سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" کہنا چاہیے۔

۶۔ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے۔

عن علی بن ابی طالب مرفوعا قال یجزئ عن الجماعة اذا مروا أن یسلم احدھم ویجزئ عن الجلوس ان یرد احدھم (بیہقی، شعب الایمان)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے بیان فرمایا کہ گزرنے والی جماعت میں سے اگر کوئی ایک سلام کر لے تو پوری جماعت کی طرف سے کافی ہے، اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے"

بعض حالتوں میں سلام نہ کیا جائے

"عن ابن عمر ان رجلا سلم علی النبی ﷺ وھو یبول فلم یرد علیه النبی ﷺ السلام" (جامع ترمذی: کتاب الاستئذان)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں سلام کیا جب آپ ﷺ پیشاب کے لیے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اس کا جواب نہیں دیا۔

مفہوم:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں سلام نہیں کرنا چاہیے اور اگر کوئی آدمی آداب

سلام سے ناواقفیت کی بنا پر سلام کرے تو اس کا جواب نہ دینا چاہیے۔

عن مقداد بن الاسود (فی حدیث طویل) قال فیجیئ رسول ﷺ من الیل فیسلم تسلیما لا یوقظ النائم ویسمع الیقظان(بحواله معارف الحدیث ج ٦' ص ١٦٠)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :" رسول اللہ ﷺ رات کو اصحاب صفہ کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ اس طرح آہستہ اور احتیاط سے سلام کرتے کہ سونے والے نہ جاگتے اور جاگنے والے سن لیتے۔"

مصافحہ

عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: من تمام التحیة الأخذ بالید

(ترمذی: کتاب الاستیذان)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"سلام کا تکملہ مصافحہ ہے"۔

مفہوم :

۱۔ سلام کے بعد محبت و مسرت کے اظہار کے لیے مصافحہ بھی کیجئے۔ نبی ﷺ خود بھی مصافحہ فرماتے تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے۔

۲۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو مصافحہ کرنے کی تاکید فرمائی اور مختلف انداز میں اس کی اہمیت اور فضیلت پر روشنی ڈالی۔

معانقہ اور بوسہ دینا

عن عائشة رضی الله عنها قالت مارایت أحدا ان أشبه سمتا وهدیا ودلا برسول ﷺ من فاطمة كانت اذا دخلت علیه قام الیها فأخذ یدها فقبلها اجلسها فی مجلسه

و كان اذا دخل عليها قامت اليه فأخذت بيده فقبلته و اجلسته في مجلسها

(ابو دائود: كتاب الادب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ: "میں نے حضرت زہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے شکل وصورت' سیرت وعادت اور چال ڈھال میں کسی کو مشابہ نہیں دیکھا۔ جب وہ نبیؐ کے پاس آتیں تو آپ ﷺ (جوشِ محبت) سے کھڑے ہو جاتے' ان کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیتے اور پیار سے اس کو چومتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھاتے۔ جب رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہؓ کھڑی ہو جاتیں' نبی ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیتی' اس کو چومتی اور اپنی جگہ پر آپ کو بٹھاتیں"۔

مفہوم:

۱۔ یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ محبت کے جذبہ سے کسی کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے اور جس حدیث میں ممانعت ہے وہ اس صورت میں ہے جب بوسہ دینے میں کسی برائی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

۲۔ محبت اور احترام کے جذبے سے اپنے کسی عزیز کے لیے کھڑا ہو جانا بھی درست ہے۔

آداب مجلس

عن ابن عمر رضى الله عنه عن النبي ﷺ : لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه ثم يجلس فيه ولكن تفسحوا وتوسعوا **(بخاری' مسلم: كتاب الادب)**

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کسی کو اس کا حق نہیں ہے کہ کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس جگہ بیٹھ جائے بلکہ لوگوں کو چاہئے کہ کشادگی اور گنجائش پیدا کریں (اور اس کو جگہ دے دیں)

مفہوم :

۱۔ یہ ایک عام ہدایت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول نے اہل ایمان کو جو آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب کسی مجلس میں پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور بعد میں مزید کچھ لوگ آئیں تو یہ تہذیب پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں میں ہونی چاہیے کہ وہ خود نئے آنے والوں کو جگہ دیں اور حتی الامکان سکڑ یا سمٹ کر کچھ کشادگی پیدا کریں۔

۲۔ اور اتنی شائستگی بعد میں آنے والے لوگوں میں بھی ہونی چاہیے کہ وہ زبردستی ان کے اندر نہ گھسیں اور کوئی شخص کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه أن رسول اللهﷺ قال: من قام من مجلس ثم رجع فهو أحق به **(مسلم: کتاب السلام)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنی جگہ سے اٹھا (یعنی کسی ضرورت سے) پھر واپس آگیا تو اس جگہ کا وہ شخص زیادہ حقدار ہے۔“

مفہوم :

۱۔ اگر مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کوئی کسی ضرورت سے اٹھ کر چلا جائے تو اس کی جگہ پر قبضہ نہیں کر لینا چاہیے بلکہ اس کی جگہ محفوظ رکھنی چاہیے۔

۲۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اٹھ کر جانے والا وہ واپس نہیں آئے گا تو پھر اس کی جگہ پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھیں

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده أن رسول اللهﷺ قال: لاتجلس بین اثنين الا بأذنهما **(ابو داؤد: کتاب الادب)**

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے' وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: "دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو"

مفہوم:

۱۔ اگر دو آدمی آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے ہوں تو ان کے درمیان بلا اجازت آکر بیٹھنا انتہائی بد تمیزی کی بات ہے۔

۲۔ اجازت طلب کر کے مجلس میں شریک ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اس شخص کا انجام جو چاہے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں

عن معاویه رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من سره ان یتمثل له الرجال قیما فلیتبوأ مقعده من النار **(ترمذی: کتاب الادب)**

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کو خوشی ہو کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں' اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"

مفہوم:

۱۔ اس وعید کا تعلق اس صورت سے ہے جب کوئی شخص خود یہ چاہے کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے ہوں' اور یہ تکبر کی نشانی ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص خود تو نہ چاہے لیکن لوگ احتراما کھڑے ہو جائیں تو یہ بالکل دوسری بات ہے ۔ تاہم رسول اللہ ﷺ اپنے لیے بھی یہ بات پسند نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ کے لیے کھڑے ہوں۔

۳۔ دراصل مجلس میں کسی کے سامنے یا ارد گرد کھڑا ہونا بھی اسلام کے مزاج کے خلاف ہے اور

تعظیم کا یہ طریقہ عجمی مزاج رہا ہے۔

سرگوشیوں کی ممانعت

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال اذا کنتم ثلاثه فلا یناجی اثنان دون الآخر حتی تختلطوا بالناس من أجل ان ذالك یحزنه (بخاری و مسلم: کتاب الادب)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہاری تعداد تین ہو تو تیسرے کو الگ کر کے دو آپس میں سرگوشی نہ کریں' جب تک تم دوسرے لوگوں سے مل جل نہ جاؤ اس لیے کہ ایسا کرنا تیسرے کو غمگین کرے گا“۔

لیٹنے' سونے اور بیٹھنے کے آداب

عن علی بن شیبان قال قال رسول الله ﷺ : من بات علی ظهر بیت لیس علیه حجاب (وفی روایة حجار) فقد برأت منه الذمة (سنن ابی دائود: کتاب الادب)

علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی گھر کی ایسی چھت پر سوئے جس پر پردہ اور رکاوٹ کی دیوار نہ ہو تو اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی“

مفہوم:

۱۔ یہ بھی دراصل ممانعت کا ایک بلیغ انداز ہے' اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی حفاظت کے جو غیبی انتظامات ہیں' اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر ایسی چھت پر سوتا ہے جس کے گرد رکاوٹ کے لیے کوئی دیوار یا منڈیر نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس حفاظتی انتظام کا استحقاق کھو دیتا ہے اور ملائکہ محافظین کی کوئی ذمہ داری نہیں رہتی۔

۲۔ اور اگر خدانخواستہ وہ گر کر ہلاک ہو جاتا ہے یا اس کو سخت جسمانی صدمہ پہنچ جاتا ہے تو کسی

دوسرے پر اس کی ذمہ داری نہیں وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے لیٹنے کی ممانعت اور اس کی وجہ

عن جابر قال نهى رسول اللهﷺ ان يرفع الرجل احدى رجليه على الاخرى، وهو مستلق على ظهره **(مسلم: كتاب الادب)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی چت لیٹنے کی حالت میں اپنی ٹانگ اٹھا کر دوسری ٹانگ پر رکھے“

مفہوم :

۱۔ چونکہ عربوں میں تہبند باندھنے کا رواج تھا' اگر ایک ٹانگ کھڑی کر کے دوسری ٹانگ اس کے اوپر رکھی جائے تو بسا اوقات ستر کھل جانے کا اندیشہ ہوتا تھا۔

۲۔ اگر ایسا لباس پہنا ہوا ہو کہ اس طرح لیٹنے سے ستر کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر یہ ممانعت نہیں ہو گی لیکن اس کے باوجود احتیاط اسی میں ہے کہ اس انداز سے نہ لیٹا جائے۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے پیٹ کے بل اوندھے لیٹنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے اور اسے دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ قرار دیا ہے۔

۴۔ رسول اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ داہنی کروٹ پر لیٹ کر آرام فرمایا کرتے تھے۔

سونے اور جاگنے کی دعا

عن حذيفه قال كان النبيﷺ اذا أخذ مضجعه من الليل وضع يده تحت خده ثم يقول: اللهم باسمك أموت وأحيىٰ واذا استيقظ قال الحمد لله الذى أحيانا بعد ما

اماتنا والیه النشور **(ابن ماجه : کتاب الادب)**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے اور اللہ کے حضور عرض کرتے : "**اللهم باسمك أموت وأحيي**" "اے اللہ میں تیرے ہی نام کے ساتھ مرنا چاہتا ہوں اور تیرے ہی نام کے ساتھ جینا چاہتا ہوں" اور پھر جب بیدار ہوتے تو اللہ کے حضور میں عرض کرتے "**الحمد لله الذی احیانا**" الخ ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ایک طرح کی موت دینے کے بعد جلا دی ہے اور مرنے کے بعد اسی کی طرف ہمارا اٹھنا ہوگا۔

مفہوم :

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہاتھ دعا مانگنے کی طرح ملاتے اور **قل هو الله احد' قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** کی سورتیں تلاوت فرما کر دم فرماتے اور پھر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اپنے جسم پر پھیر لیتے۔

۲۔ ان دعاؤں میں بھی بندگی کا واضح تصور ملتا ہے۔

کسی کی تعریف کرنے میں احتیاط سے کام لیا جائے

عن ابی بکرة قال اثنی رجل علی رجل عند النبی ﷺ فقال ویلك قطعت عنق اخیك ثلثا..... من كان منكم مادحا لامحالة فلیقل احسب فلا ناوالله حسیبه ان كان یری انه كذالك ولا یزكی علی الله احدا **(بخاری و مسلم: کتاب الادب)**

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک صاحب نے ایک دوسرے صاحب کی تعریف کی (اور اس تعریف میں بے احتیاطی کی) تو آپ نے ارشاد فرمایا

کہ تم نے اپنے اس بھائی کی (اس طرح تعریف کر کے) گردن کاٹ دی (یعنی ایسا کام کیا جس سے وہ ہلاک ہو جائے گا)۔ یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی۔ (اس کے بعد فرمایا) جو کوئی تم میں سے (کسی بھائی کی) تعریف کرنا ضروری سمجھے اور اس کو اس مدح کا مستحق جانے تو یوں کہے کہ میں فلاں بھائی کے بارے میں ایسا گمان کرتا ہوں (اور میری اس کے بارے میں یہ رائے ہے) اور اس کا حساب کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے (جس کو حقیقت کا پورا علم ہے) اور ایسا نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کی پاکیزگی کا حکم لگائے"۔

مفہوم:

۱۔ کسی کی تعریف در حقیقت اس کے حق میں ایک شہادت اور گواہی ہے جو بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔

۲۔ اس سے خود پسندی کا مرض بھی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

۳۔ کسی بندے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یقینی حکم لگائے کہ فلاں عند اللہ پاک اور بڑا مقدس ہے' یہ فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔

۴۔ متعدد احادیث میں چاپلوسی کی ممانعت آئی ہے۔

ظرافت و مزاح

عن أنس أن رجلا استحمل رسول اللهﷺ فقال : انی حاملك علی ولد ناقة ' فقال مأضع بولد الناقة' فقال رسول اللهﷺ وهل یلد الابل الا النوق

(ترمذی' ابو داود: کتاب الادب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ مانگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں میں تمہیں سواری کے لیے اونٹنی کا ایک بچہ دوں گا۔" اس

شخص نے عرض کیا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہوتے ہیں۔"

مفہوم :

۱۔ رسول اللہ ﷺ اپنے جان نثاروں سے کبھی کبھی مزاح بھی فرماتے تھے لیکن آپ کا مزاح نہایت لطیف اور حکیمانہ ہوتا تھا۔

۲۔ ظرافت و مزاح انسانی زندگی کا ایک خوش کن عنصر ہے اور جس طرح اس کا حد سے متجاوز ہونا نقصان دہ ہے اسی طرح آدمی کا اس سے بالکل خالی ہونا بھی اچھا نہیں ہے۔

۳۔ جن احادیث میں مزاح کی ممانعت آئی ہے ان میں وہ مزاح مراد ہے جو دوسروں کے لیے اذیت اور ناگواری کا باعث ہو۔

عن عبدالله بن الحارث قال مارأيت أحد اكثر تبسما من رسول الله ﷺ

(ترمذی: کتاب الادب)

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں' کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی دوسرا نہیں دیکھا"۔

عن عائشه رضی الله عنها قالت مارأيت النبی ﷺ مستجمعا ضاحكا حتى اری منه لهواته انما كان يتبسم

(بخاری: کتاب الادب)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کبھی پوری طرح (کھل کھلا کر) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے دہن مبارک کے اندرونی حصہ پر نظر پڑ جائے۔ (یعنی آپ اس طرح کھل کھلا کر اور قہقہہ لگا کر کبھی نہیں ہنستے تھے کہ آپ کے دہن مبارک کا اندرونی حصہ نظر آ سکتا) آپؐ بس تبسم فرماتے تھے"۔

چھینکنے اور جمائی لینے کے بارے میں ہدایات

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ' اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ ولیقل اخوہ اوصاحبہ یرحمک اللہ فاذا قال لہ یرحمک اللہ فلیقل یھد یکم اللہ ویصلح بالکم **(البخاری: کتاب الادب)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ "**الحمد لِلّٰہ**" کہے اور اس کا جو بھائی (یا آپ نے فرمایا کہ اس کا جو ساتھی اس کے پاس) ہو وہ کہے "یرحمک اللہ" (تم پر اللہ کی رحمت ہو) اور جب یہ بھائی "یرحمک اللہ" (کا دعائیہ کلمہ) کہے تو چاہیے کہ چھینکنے والا (اس کے جواب میں یہ دعائیہ کلمہ) کہے "**یھدیکم اللہ ویصلح بالکم**" (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے حالات درست فرمادے)"

عن سلمۃ بن الاکوع انہ سمع النبی ﷺ وعطس رجل عندہ فقال لہ یرحمک اللہ ' ثم عطس اخری فقال الرجل مزکوم **(مسلم: کتاب الزھد)**

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ نے "یرحمک اللہ" کہہ کہ ان کو دعا دی' ان کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صاحب زکام میں مبتلا ہیں۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نزلہ زکام کی وجہ سے کسی کو بار بار چھینک آئے تو اس صورت میں ہر دفعہ "یرحمک اللہ" کہنا ضروری نہیں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ کان اذا عطس غطی وجھہ بیدہ

اوثوبه وغض بها صوته **(ترمذی ابو دائود: کتاب الادب)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ مبارک کو ڈھانک لیتے تھے' اور اس کی آواز کو دبا دیتے تھے۔

عن ابی سعید ن الخدری ان رسول اللہ ﷺ قال: اذا تثائب احدکم فلیمسك بیده علی فمه فان الشیطان یدخل **(بخاری و مسلم: کتاب الادب)**

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ رکھ کر منہ بند کر لے' کیونکہ (منہ میں) شیطان داخل ہو جاتا ہے"

کھانے کے آداب:

عن عائشة رضی الله عنها قال قال رسول اللہ ﷺ اذا أکل احدکم فلیذ کراسم الله فان نسی ان یذکر الله فی اوله فلیقل بسم الله اوله و آخره

(ابو داود' ترمذی: کتاب الاطعمة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ اللہ کا نام (یعنی پہلے بسم اللہ پڑھے) لے اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بعد میں کہہ لے "**بسم الله اوله و آخره**۔"

مفہوم:

۱۔ اس تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بندہ کے سامنے جب کھانا ہو تو وہ اس حقیقت کو یاد کر لے کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کا عطیہ ہے اور میں اسی کے کرم سے اس لائق ہوا کہ اس سے فائدہ اٹھا سکوں۔

۲۔ ایک غیر مسلم کا تصور اس سے بالکل مختلف ہو گا وہ اسے اللہ کے عطیہ کے بجائے اپنی محنت اور صلاحیت کا نتیجہ سمجھے گا اور اس میں اور ایک جانور کے کھانے میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔

۳۔ جب بندہ اللہ کا نام لیتا ہے تو فوراً اسے یہ بھی خیال آتا ہے کہ یہ کھانا میرے لیے جائز بھی یا ناجائز ہے اور میں اس پر اللہ کا نام لینے میں حق بجانب ہوں یا نہیں۔

کھانا داہنے ہاتھ اور اپنے سامنے سے کھایا جائے

عن عمر بن ابی سلمه قال کنت غلاما فی حجر رسول اللهﷺ کانت یدی تطیش فی الصحفة فقال رسول اللهﷺ سمّ الله و کل بیمینك و کل مما یلیك'

(بخاری و مسلم: کتاب الاطعمة)

حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (بچپن میں) رسول اللہ ﷺ کی آغوش شفقت میں پرورش پا رہا تھا تو (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پلیٹ میں ہر طرف چلتا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ "(کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھا کرو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اور اپنے سامنے ہی سے کھایا کرو۔"

مفہوم :

۱۔ انسان اپنے ہاتھوں کو پاک اور ناپاک ہر قسم کے کاموں میں استعمال کرتا ہے اس لیے فطری طہارت پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ نجاست و گندگی کے کاموں میں ایک ہاتھ کا استعمال ہو اور دوسرے کاموں میں دوسرے ہاتھ کا۔

۲۔ فطری لحاظ سے دائیں ہاتھ کی فضیلت اور برتری ایک کھلی حقیقت ہے اور کھانے جیسے اہم کام میں اسی کو استعمال ہونا چاہیے۔

عن ابی عمر قال قال رسول اللهﷺ لا یاکلن احدکم بشماله ولا یشر بن بها

فان الشیطان یا کل بشماله ویشرب بها (مسلم: کتاب الاطعمة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے نہ کوئی بائیں ہاتھ سے کھائے اور نہ اس سے پئیے کیونکہ (یہ شیطانی طریقہ ہے) وہ بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

مفہوم:

۱۔ یعنی شیطان کی فطرت ہی یہ ہے کہ ہر کام الٹا کرے۔ایک مسلمان کو اس شیطانی طریقہ سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

ایک ساتھ کھانے میں برکت ہے

عن وحشی بن حرب قال ان اصحاب النبی ﷺ قالوا یارسول الله انا نا کل و لا نشبع قال لعلکم تفترقون؟ تالوا نعم قال فاجتمعوا علی طعامکم واذکرو الله یبارك لکم فیه (ابو داؤد: کتاب الاطعمة)

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا حال یہ ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور آسودگی نہیں ہوتی آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کھانے میں ایک ساتھ بیٹھا کرو اور اللہ کا نام لے کر کھایا کرو، تو تمہارے کھانے میں برکت ہو گی۔''

مفہوم:

۱۔ اجتماعی طور پر کھانے میں برکت ہے لیکن اس کے بھی کچھ آداب ہیں مثلاً یہ کہ کھانے والوں میں ایثار کی صفت ہو، خود غرضی سے اجتناب کیا جائے اور تمام رفقاء کا خیال کیا جائے۔

۲۔ اغیار کی تہذیب نے ہم سے ہماری یہ روایت بھی چھین لی ہے اور ہمیں اس عظیم نعمت اور

برکت سے محروم کر دیا ہے اور اکٹھے ایک ساتھ کھانے کو معیوب تصور کیا جاتا ہے اور ہر شخص کے نام کے برتن ہی الگ ہیں۔

عن ابن عباس عن النبیﷺ انه اتی بقصعة من ثرید فقال کلوا من جوانبها ولاتاکلوا من وسطها فان البرکة تنزل فی وسطها (جامع ترمذی: کتاب الاطعمة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ثرید سے بھری ہوئی ایک لگن لائی گئی آپ ﷺ نے (لوگوں کو اس میں شریک فرمالیا اور) فرمایا کہ اس کے اطراف سے کھاؤ اور بیچ میں ہاتھ نہ ڈالو' کیونکہ برکت بیچ میں نازل ہوتی ہے۔"

عن جابر ان النبیﷺ امر بلعق الاصابع والصحفة وقال انکم لاتدرون فی ایه البرکة (مسلم: کتاب الاطعمة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ (کھانے کے بعد) انگلیوں کو چاٹ لیا جائے اور برتن کو بھی صاف کر لیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم کو معلوم نہیں کہ کھانے کے کس ذرہ اور کس جز میں برکت کا خاص اثر ہے۔"

مفہوم:

۱۔ اس میں اللہ کے رزق کی قدردانی بھی ہے اور رب کریم کے سامنے اپنی محتاجی کا اظہار بھی۔

۲۔ انگلیوں اور برتن کو صاف کرنا کوئی معیوب بات نہیں ہے۔

کھانے کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی شان بندگی

عن ابی جحیفة قال قال النبیﷺ : لا أکل متکئا (ابوداؤد: کتاب الاطعمة)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔"

مفہوم :

۱۔ کھانے کے لیے ایک عاجز بندے کی طرح بیٹھنا چاہیے اور متکبروں کا سا انداز نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ احساس بندگی زندگی کے ہر مرحلہ پر بندے کو مقام بندگی یاد دلاتا رہتا ہے اور اس کی حیثیت سے آگاہ کرتا رہتا ہے' یہی چیز بندگی کی اصل روح ہے۔

نبیؐ کسی کھانے کو برا نہیں بتاتے تھے

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال ماعاب النبی ﷺ طعامًا قط ان اشتهاه اکله وان کرهه ترکه (بخاری ومسلم: کتاب الاطعمة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا' اگر مرغوب ہوا تو کھالیا اور مرغوب نہ ہوا تو چھوڑ دیا۔

کھانوں کے حلال یا حرام ہونے کا معیار

عن ابن عباس قال کان اهل الجاهلية یا کلون اشیاء ویترکون اشیاء لقد ارسل الله نبیه وانزل کتابه و احل حلاله وحرم حرامه وماسکت عنه فهو عفوو تلا " قُل لاَ اجِدُ فیمَا اُوحِیَ اِلَیّ مُحَرّمًا عَلیٰ طَاعِمٍ یّطعَمُه اِلاَّ ان یَکُونَ مَیتَةً.....الخ "

(ابو داؤد: کتاب الاطعمة)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے عرب) کچھ چیزوں کو (طبعی خواہش ورغبت کی بنا پر) کھاتے تھے اور کچھ چیزوں کو (طبعی نفرت اور گھن کی بنیاد پر) نہیں کھاتے تھے' (ان کے یہاں یہی روایت چل رہی تھی) پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور اپنی مقدس کتاب نازل فرمائی' اور جو چیزیں عند اللہ حلال تھیں'

ان کا حلال ہونا بیان فرمایا اور جو حرام تھیں ان کا حرام ہونا بیان فرمایا' (پس جس چیز کو اللہ و رسول نے حلال بتلایا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام بتایا ہے وہ حرام ہے) اور جس کے بارے میں سکوت فرمایا گیا ہے (یعنی اس کا حلال یا حرام ہونا بیان نہیں فرمایا گیا) وہ معاف ہے (یعنی اس کے استعمال پر مواخذہ نہیں) اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس نے بطور سند یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿**قُل لاَ اجِدُ فیمَا اُوحِیَ اِلَیّ مُحَرّمًا عَلیٰ طَاعِمٍ یطعَمُه اِلاَّ ان یَکُونَ مَیتَةً**﴾

مفہوم:

۱۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور قرآن پاک کے نزول کے بعد کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا معیار وحی الٰہی اور اللہ اور رسول کا حکم ہے۔

۲۔ کسی کی پسند و ناپسند اور رغبت و نفرت کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

ایک سانس میں پانی نہ پیا جائے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لا تشربوا واحد کشرب البعیر ولکن اشربوا مثنی وثلث وسموا اذا انتم شربتم واحمد واذا انتم رفعتم

(الترمذی: کتاب الأشربة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیا کرو بلکہ دو دو یا تین تین سانس میں پیا کرو' اور جب تم پینے لگو تو بسم اللہ پڑھ کے پیو اور جب پی چکو اور برتن کو منہ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد اور اس کا شکر کرو۔"

مفہوم:

۱۔ پانی تین سانس میں ٹھیر ٹھیر کر پینے سے ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے۔ اور آسودگی بھی ہو

جاتی ہے۔

۲۔ یکبارگی پورے برتن کا پانی پیٹ میں انڈیل لینے سے بعض اوقات تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عورتوں کے لیے زیادہ باریک لباس کی ممانعت

عن عائشة ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول الله ﷺ و علیها ثیاب رقاق فاعرض عنها وقال یا اسماء ان المرأة اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یری منها الا هذا وهذا واشار الی وجهه و کفیه (ابو داؤد: کتاب اللباس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (میری بہن) اسماء بنت ابی بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں تو آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ "اے اسماء! عورت جب بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔"

مفہوم:

۱۔ لباس کا مقصد زینت وآرائش اور موسمی اثرات سے حفاظت بھی ہے لیکن اولین مقصد قابل ستر حصوں کی ستر پوشی ہے‘ اس لیے ایسے لباس کا انتخاب کیجئے جس سے ستر پوشی کا مقصد بخوبی پورا ہو سکے۔

۲۔ عورتوں کے لیے ایسے باریک کپڑے پہننا ناجائز ہے جن سے بدن جھلکے اور نہ ایسا چست لباس پہنیں جس میں سے بدن کے ساخت اور زیادہ پرکشش ہو کر نمایاں ہو اور وہ کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آئیں۔ نبی ﷺ نے ایسی آبرو باختہ عورتوں کو عبرتناک انجام کی خبر دی ہے۔

ہے۔

لباس میں تفاخر اور نمائش کی ممانعت

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من لبس ثوب شھرۃ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیمۃ (رواہ احمد وابوداود' وابن ماجہ: کتاب اللباس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کے کپڑے پہنے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت ورسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔"

مفہوم:

۱۔ مراد یہ کہ اللہ کی رضا کے بجائے مقصد شہرت ہو تو قیامت کے دن ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۲۔ وہ عمل جو تھوڑا ہو لیکن جس میں اخلاص ہو وہ اللہ کے نزدیک زیادہ قابل قدر ہے۔

حیثیت کے باوجود خستہ حالی ناشکری ہے

عن ابی الاحوص عن ابیہ قال أتیت رسول اللہ ﷺ وعلی ثوب دون فقال لی الک مال.؟ قلت نعم قال من ای المال؟ قلت من کل المال قد اعطانی اللہ من الابل والبقر والغنم والخیل و الرقیق قال فاذا اتاک اللہ مالا فلیری اثر نعمۃ اللہ علیک وکرامتہ (مسند احمد: مرویات ابوالاحوص)

ابوالاحوص تابعی اپنے والد (مالکؓ بن فضلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں بہت معمولی اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "کیا تمہارے پاس کچھ مال ودولت ہے؟" میں نے عرض کیا کہ مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال

بھی ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا : "جب اللہ نے تم کو مال و دولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام و احسان اور اس کے فضل و کرم کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہیے۔"

عن عمر و بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله ﷺ ان الله یحب ان یری اثر نعمته علی عبده **(جامع ترمذی: کتاب اللباس)**

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اللہ تعالیٰ کو یہ بات محبوب اور پسند ہے کہ کسی بندے پر اس کی طرف سے جو انعام ہو تو اس پر اس کا اثر نظر آئے۔"

مفہوم :

۱۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو اور وہ اپنی حیثیت سے گر کر رہے' نہ اپنی ذات اور اہل و عیال پر خرچ کرے اور نہ بندگان خدا کی مدد کرے' نہ نیک کاموں میں حصہ لے اور لوگ سمجھیں کہ بڑا ہی خستہ حال ہے' تو یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی سخت ناشکری ہے۔

۲۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ ایسے شخص کے کھانے' پینے' رہنے' سہنے' لباس' مسکن اور اللہ کی دی ہوئی ہر چیز سے اس نعمت کا اظہار ہونا چاہیے۔

خلاصہ کلام

اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق تفصیلی ہدایات دی ہیں اور زندگی کے کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ اسلام کے معاشرتی معاملات کے حوالہ سے جن احادیث کا آپ نے مطالعہ کیا ہے' ان سے اسلام کی جامعیت اور ہمہ گیری کا آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ جس نظام میں اٹھنے بیٹھنے کے اداب' لیٹنے اور سونے کے اداب' رنج و غم کے اداب' طہارت و نظافت کے اداب' خوشی کے آداب' مجلس کے آداب' سلام کے آداب' عیادت کے آداب' اور گفتگو کے آداب کی بھی تفصیلات موجود ہوں بلا شبہ وہ نظام اس قابل ہے کہ قیامت تک آنے والی انسانیت کی رہنمائی کرے اور انسانیت کو زندگی کے جملہ مسائل کا حل بھی بتائے۔

اس سے بڑھ کر اسلام کی صداقت اور تمام تہذیبوں پر برتری کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے نوجوانوں کا ایمان متزلزل ہے' الحادی تہذیب کے چڑھتے سورج نے انہیں شدید قسم کے احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے اور انہیں اسلامی تہذیب کا نام لیتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مادی ترقی اور خوشحالی مغرب کی عادات اپنائے بغیر ممکن ہی نہیں ہے' افسوس تو اس بات کا ہے کہ سلامتی کا راستہ ہمیں حماقت اور دقیانوسی نظر آرہا ہے اپنی روایات کو چھوڑ دینے والی قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں بلکہ بقا کا جواز بھی ختم کر دیتی ہیں۔ خدارا اس دیوانگی اور جنون سے نکل کر اپنے نظام حیات اور تہذیب و ثقافت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے' اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

ملاقات کے آداب کا خلاصہ

۱۔ سلام اور دعا کے لیے مسنون الفاظ "السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ" کے علاوہ دوسرے الفاظ استعمال نہ کیجئے' یہ الفاظ اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کے بتائے ہوئے ہیں۔ یہ بہت جامع ہیں' دین و دنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیر وعافیت ان میں شامل ہے۔

۲۔ ملاقات کے وقت مسکراتے چہرے سے استقبال کیجئے۔ خندہ پیشانی سے ملنے کو بھی نبی ﷺ نے صدقہ فرمایا ہے۔

۳۔ کسی کے یہاں جایئے تو دروازے پر اجازت لیجئے اور اجازت ملنے پر السلام علیکم کہہ کر اندر جایئے۔ اگر تین بار السلام علیکم کہنے کے بعد بھی کوئی جواب نہ ملے تو خوشی خوشی واپس لوٹ آیئے۔

۴۔ کسی کے پاس جایئے تو کام کی بات کیجئے بیکار باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے۔

۵۔ ہر مسلمان کو سلام کیجئے' اس سے تعارف ہو یا نہ ہو۔

۶۔ جب اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیجئے۔

۷۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرنا چاہیے۔

مجلس کے آداب کا خلاصہ

۱۔ ہمیشہ اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے۔

۲۔ کوئی مجلس خدا اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ رہے' مناسب انداز سے گفتگو کا رخ دینی موضوع کی طرف پھیرنے کی کوشش کیجئے۔

۳۔ جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جایئے۔

۴۔ مجلس میں کسی امتیازی جگہ پر بیٹھنے سے احتراز کیجئے۔

۵۔ کسی بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر بیٹھنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

۶۔ مجلس کا یہ حق ہے کہ اس کے رازوں کی حفاظت کی جائے۔

۷۔ مجلس میں دو آدمی آپس میں چپکے چپکے بات نہ کریں۔

کھانے پینے کے آداب کا خلاصہ

۱۔ طہارت و نظافت کا تقاضا ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیے جائیں۔
۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کیجیے۔
۳۔ کھانے کے لیے ٹیک لگا کر نہ بیٹھیں بلکہ خاکساری کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔
۴۔ روٹی سے انگلیاں صاف کرنا اور روٹیوں کو جھاڑنا بڑی گھناؤنی عادت ہے' اس سے احتراز کرنا چاہیے۔
۵۔ کھانا مل جل کر کھانا چاہیے' یہ باعث برکت ہے۔
۶۔ کھانا بیٹھ کر کھانا چاہیے۔
۷۔ اجتماعی کھانے میں دیر تک کھانے والوں اور آہستہ کھانے والوں کی رعایت کرنا چاہیے۔
۸۔ کھانے کا آغاز و اختتام دعا سے کیجیے۔

سونے اور جاگنے کے آداب کا خلاصہ

۱۔ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سونا چاہیے۔
۲۔ رات کو جاگنے اور دن کو نیند پوری کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو آرام و سکون کے لیے اور دن کو ضروری کام کاج کرنے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔
۴۔ سونے اور جاگنے کے وقت نبی ﷺ سے جو دعائیں منقول ہیں انہیں اپنا معمول بنانا چاہیے۔
۵۔ ناپسندیدہ خواب دیکھیں تو ہرگز کسی سے بیان نہ کریں۔

مصادر و مراجع (یونٹ نمبر ۲۰)

۱۔ اصلاحی، مولانا محمد یوسف، آداب زندگی

۲۔ عمر پوری، عبد الغفار حسن، انتخاب حدیث، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء

۳۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم الاحادیث، ادارہ معارف اسلامی، لاہور

۴۔ ندوی، جلیل احسن، سفینہ نجات، ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۵۔ نعمانی، مولانا محمد منظور، معارف الحدیث، دار الاشاعت، کراچی

۶۔ نووی، ابو زکریا ابن شرف، ریاض الصالحین، مکتبہ مدنیہ، لاہور